

# اداس ہونے کے دن نہیں ہیں

نوشتہ گیلانی

urdukutabkhanapk.blogspot

جہانگیر بھٹو اردو بازار لاہور



## فہرست

- 13 نوشی گیلانی
- 17 گلابی روشنیوں کی بشارت
- 17 بہ احتیاط عقیدت بہ چشم ترکنا
- 19 اک پشیمان سی حسرت سے مجھے سوچتا ہے
- 21 دشمن جاں کنی قبیلے ہوئے
- 23 کچھ بھی کر گزرنے میں دیر کتنی لگتی ہے
- 25 ہجرتی شب میں قید کرے یا مین وصل میں رکھے
- 27 کون روک سکتا ہے (نظم)
- 29 بند ہوئی کتابوں میں اڑتی تھیلیں ڈال دیں
- 30 ایک شعر

|     |                                                |    |                                         |
|-----|------------------------------------------------|----|-----------------------------------------|
| 69  | خامشی سے ہاری میں                              | 31 | یہ میری عمر مرے مادوسل رے اس کو         |
| 71  | یہ نام ممکن نہیں رہے گا مقام ممکن نہیں رہے گا  | 33 | پوچھ لو پھول سے کیا کرتی ہے             |
| 73  | اندیشوں کے شرمیں رہنا پڑ جائے گا               | 35 | کون بھنور میں ملاحوں سے اب تکرار کرے گا |
| 74  | ایک شعر                                        | 37 | منفرد سا کوئی پیر ایہ فن چاہتی ہے       |
| 75  | عشق کرو تو یہ بھی سوچو عرض سوال سے پہلے        | 39 | اب یہ بات مانی ہے                       |
| 77  | یہ دل بھلاتا نہیں ہے محبتیں اس کی              | 41 | حیرت (نظم)                              |
| 79  | موت سے کرجائیں                                 | 42 | ایک شعر                                 |
| 81  | اب اپنے فیصلے پر خود الجھنے کیوں لگی ہوں       | 43 | ورثہ (نظم)                              |
| 83  | اب کس سے کہیں اور کون ہے جو حال تمہارے بعد ہوا | 45 | بس اپنے ساتھ رہنا چاہتی ہوں             |
| 85  | میں کن لوگوں میں ہوں کیا لکھ رہی ہوں           | 47 | نادیدہ رفاقت میں (نظم)                  |
| 87  | گریز شب سے سحر سے کلام رکھتے تھے               | 50 | ایک شعر                                 |
| 89  | بت تار یک صحرا ہو گیا ہے                       | 51 | یہی نہیں کوئی طوفان مری تلاش میں ہے     |
| 91  | تمہیں خبر ہی نہیں کیسے سر پہ جایا ہے           | 53 | تجھ سے اب اور محبت نہیں کی جاسکتی       |
| 93  | قبولت کا گلہ نہیں ہے                           | 55 | دل تھا کہ خوش خیال تجھے دیکھ کر ہوا     |
| 95  | لہو تک آنکھ سے اب بہ لیا ہے                    | 57 | ہر جانب دیرانی بھی ہو سکتی ہے           |
| 97  | حصار لفظ و بیاں میں گم ہوں                     | 59 | چپ نہ رہتے بیان ہو جاتے                 |
| 99  | دل کی منزل اس طرف ہے گھر کا رستہ اس طرف        | 61 | انحراف (نظم)                            |
| 101 | محبت یاد رکھتی ہے (نظم)                        | 62 | ایک شعر                                 |
| 103 | خواب (نظم)                                     | 63 | شام تنہائی میں (نظم)                    |
| 104 | ایک شعر                                        | 65 | مجھے موت دے کہ حیات دے                  |
|     | ضمیر عالم انسانیت (نظم)                        | 67 | آئندہ کبھی اس سے محبت نہیں کی جائے      |

|     |                                    |     |                                          |
|-----|------------------------------------|-----|------------------------------------------|
| 145 | یہ گئے دنوں کا لالہ ہے (نظم)       | 107 | مجھ کو رسوا سر محفل تو نہ کروایا کرے     |
| 147 | جانے کیسے سنبھال کر رکھے           | 109 | یہ عمر بھر کا سفر اور یہ رائیگانی تری    |
| 149 | بدن کی سر زمین پر تو حکمران اور ہے | 111 | ہمارے بس میں آکر اپنے فیصلے ہوتے         |
| 151 | کوئی نظم ایسی لکھوں کبھی (نظم)     | 113 | تمہیں تو لگتی ہیں (نظم)                  |
| 154 | ایک شعر                            | 115 | کل اٹا نہ تھا اک دیا لوگو                |
| 155 | ہر اک لمحہ نیا اک اتمل ہے          | 117 | کیا بتائیں کیوں دیئے دمساز نے            |
| 157 | راستوں میں رہے نہ گھر میں رہے      | 119 | لطف سو گواری میں                         |
| 159 | متفرق اشعار                        | 121 | پہنٹ کر پھر کبھی اس نے پکارا ہی نہیں ہے  |
|     |                                    | 123 | محبت کم نہیں ہوگی (نظم)                  |
|     |                                    | 125 | بھر سنے کی غم شناسی کی                   |
|     |                                    | 126 | ایک شعر                                  |
|     |                                    | 127 | عمر رائیگال کو دی تب یہ بات مانی ہے      |
|     |                                    | 129 | بشارت (نظم)                              |
|     |                                    | 131 | تم سے کچھ نہیں کہنا (نظم)                |
|     |                                    | 133 | آخری خواہش (نظم)                         |
|     |                                    | 134 | ایک شعر                                  |
|     |                                    | 135 | میری آنکھوں کو سو جھٹائی نہیں            |
|     |                                    | 137 | یہ کیا بے نام الجھن ہے (نظم)             |
|     |                                    | 140 | ایک شعر                                  |
|     |                                    | 141 | اشک اپنی آنکھوں سے خود بھی ہم چھپائیں گے |
|     |                                    | 143 | لفظ بھی کوئی اس کا ساتھ نہ دیتا تھا      |





اردو کتب خانہ پی کے

urdukutabkhanapk.blogspot

## گلابی روشنیوں کی بشارت

یہ ان دنوں کی بات ہے جب ہوا میری سہیلی تھی اور میرے رخساروں پر اپنے نرم ہاتھ رکھ کر اہم آگہی یاد کراتی ----- پھر زرد پھولوں کی بارش سے لے کر گلابی روشنیوں کی بشارت تک کا سارا سفر میں نے اسی کی پہلو دار رفاقت میں طے کیا۔

یہ اور بات ہے کہ اس سفر میں کبھی کبھی یوں بھی محسوس ہوا جیسے میرا دل لمبی پرواز سے تھکی ہاری چڑیا کی مانند دھڑک رہا ہے، پیشانی پر مشقت کے پسینے کے ناپیدہ قطرے انگارے بن گئے ہیں، پروں سے طاقت پرواز روٹھ چکی ہے، آسمانوں پر اذن سفر کا تقارہ بھی گنگ ہے اور افق پر ہجرتوں کی سرخ آندھی کا غبار ٹھہر گیا ہے ----- اس پر تکان کیفیت کے باوجود بھی میں جستجوئے وصلِ ذات کی اک شاخ بے نمو پر آن بیٹھتی، چند لمحوں کو سہی مگر ساری عمر گزار دینے کی خواہش سے لبریز۔

خواہش سے لبریز ایسے ہی موسم خوش خیال میں سرخروئی کا نشہ وارد ہوتا اور ایسا لگنے لگتا کہ جیسے آج عشق نے پھر سے نمی مانگ لی، انا کے دریا کا بند نوٹ گیا اور محبت کی وادی کے تمام دکھ بہا کے لے گیا، فلک بوس غرور زمین بوس ہو







اُردو کُتب خانہ پی کے

urdukutabkhanapk.blogspot



اُردو کُتب خانہ پی کے

urdukutabkhanapk.blogspot

بہ احتیاطِ عقیدت بہ چشمِ تر کہنا  
صبا حضور سے حالِ دل و نظر کہنا!

حصارِ جبر میں ہوں اور یہاں سے بھی ہجرت  
میں جانتی ہوں کہ ممکن نہیں مگر، کہنا

میں خاکِ شہرِ مدینہ پن کے جب نکلوں  
تو مجھ سے بڑھ کے کوئی ہو گا معتبر کہنا

زمانے والوں سے چھپ کے رونے کے دن نہیں ہیں  
اسے یہ کہنا اداس ہونے کے دن نہیں ہیں  
میں جان سکتی ہوں وصل میں اصل بھید کیا ہے  
مگر حقیقت شناس ہونے کے دن نہیں ہیں



اُردو کُتب خانہ پی کے

urdukutabkhanapk.blogspot

یہ عرض کرنا کہ آقا مری بھی سن لیجے  
بجز تمہارے نہیں کوئی چارہ گر کہنا

میں اپنی پلکوں سے لکھتی ہوں حرفِ نامِ رسولؐ  
مجھے بھی آ گیا لکھنے کا اب ہنر کہنا

یہ کہنا اب تو ہمیں تابِ انتظار نہیں  
کہ ہم کریں گے مدینے کا کب سفر کہنا



اک پشیمان سی حسرت سے مجھے سوچتا ہے  
اب وہی شہرِ محبت سے مجھے سوچتا ہے

میں تو محدود سے لمحوں میں ملی تھی اس سے  
پھر بھی وہ کتنی وضاحت سے مجھے سوچتا ہے

جس نے سوچا ہی نہ تھا ہجر کا ممکن ہونا  
دکھ میں ڈوبی ہوئی حیرت سے مجھے سوچتا ہے



اُردو کُتب خانہ پی کے

urdukutabkhanapk.blogspot



لیں تو مر جاؤں اگر سوپنے لگ جاؤں اسے  
اور وہ کتنی سہولت سے مجھے سوچتا ہے



اردو کتب خانہ پی کے

urdukutabkhanapk.blogspot

گرچہ اب ترکِ مراسم کو بہت دیر ہوئی  
اب بھی وہ میری اجازت سے مجھے سوچتا ہے

کتنا خوش فہم ہے وہ شخص کہ ہر موسم میں  
اک نئے رخ نئی صورت سے مجھے سوچتا ہے



دشمنِ جاں کئی قبیلے ہوئے  
پھر بھی خوشبو کے ہاتھ پیلے ہوئے

بدگمانی کے سرد موسم میں  
میری گڑیا کے ہاتھ نیلے ہوئے

جب زمیں کی زباں چنچنے لگی  
تب کہیں بارشوں کے حلے ہوئے



اردو کتب خانہ پی کے

urdukutabkhanapk.blogspot



اُردو کُتب خانہ پی کے

urdukutabkhanapk.blogspot



کچھ بھی کر گزرنے میں دیر کتنی لگتی ہے  
برف کے پگھلنے میں دیر کتنی لگتی ہے

اس نے ہنس کے دیکھا تو مسکرا دیے ہم بھی  
ذات سے نکلنے میں دیر کتنی لگتی ہے

ہجر کی تمازت سے وصل کے الاؤ تک  
لڑکیوں کے جلنے میں دیر کتنی لگتی ہے

وقت نے خاک وہ اڑائی ہے  
شر آباد تھے جو ٹیلے ہوئے

جب پرندوں کی سانس رکے لگی  
تب ہواؤں کے کچھ ویلے ہوئے

کوئی بارش تھی بدگمانی کی  
سارے کانڈ ہی دل کے گیلے ہوئے



اُردو کُتب خانہ پی کے

urdukutabkhanapk.blogspot



اردو کتب خانہ پی کے

urdukutabkhanapk.blogspot



ہجر کی شب میں قید کرے یا صبح وصال میں رکھے  
اچھا مولا! تیری مرضی تو جس حال میں رکھے

کھیل یہ کیسا کھیل رہی ہے دل سے تری محبت  
اک پل کی سرشاری دے اور دنوں ملال میں رکھے

میں نے ساری خوشبو میں آنچل سے باندھ کے رکھیں  
شاید ان کا ذکر تو اپنے کسی سوال میں رکھے

بات جیسی بے معنی بات اور کیا ہو گی  
بات سے مکرے میں دیر کتنی لگتی ہے

زعم کتنا کرتے ہو اک چراغ پر اپنے  
اور ہوا کے چلنے میں دیر کتنی لگتی ہے

جب یقیں کی بانسوں پر شک کے پاؤں پڑ جائیں  
چوڑیاں بکھرنے میں دیر کتنی لگتی ہے



اردو کتب خانہ پی کے

urdukutabkhanapk.blogspot



اُردو کُتب خانہ پی کے

urdukutabkhanapk.blogspot

کون روک سکتا ہے

لاکھ ضبطِ خواہش کے  
بے شمار دعوے ہوں  
اس کو بھول جانے کے  
بے پناہ ارادے ہوں  
اور اس محبت کو ترک کر کے جینے کا  
فیصلہ سنانے کو  
کتنے لفظ سوچے ہوں  
دل کو اس کی آہٹ پر  
بر ملا دھڑکنے سے کون روک سکتا ہے

کس سے تیرے آنے کی سرگوشی کو سنتے ہی  
میں نے کتنے پھول چنے اور اپنی مثال میں رکھے

مشکل بن کر ٹوٹ پڑی ہے دل پر یہ تمنائیں  
اب جانے یہ کب تک اس کو اپنے جال میں رکھے



اُردو کُتب خانہ پی کے

urdukutabkhanapk.blogspot



اردو کتب خانہ پی کے

urdukutabkhanapk.blogspot



بند ہوتی کتابوں میں اڑتی ہوئی تتلیاں ڈال دیں  
کس نے رسموں کی جلتی ہوئی آگ میں لڑکیاں ڈال دیں

خوف کیسا ہے یہ نام اس کا کہیں زیر لب بھی نہیں  
جس نے ہاتھوں میں میرے ہرے کانچ کی چوڑیاں ڈال دیں

ہونٹ پیاسے رہے، حوصلے تھک گئے عمر صحرا ہوئی  
ہم نے پانی کے دھوکے میں پھر ریت پر کشتیاں ڈال دیں

موسم ہجر کی کیسی ساعت ہے یہ دل بھی حیران ہے  
میرے کانوں میں کس نے تری یاد کی بالیاں ڈال دیں

پھر ونا کے صحرا میں

اس کے نرم لہجے اور سوگوار آنکھوں کی

خوشبوؤں کو چھونے کی

جستجو میں رہنے سے

روح تک پھلنے سے

ننگے پاؤں چلنے سے

کون روک سکتا ہے

آنسوؤں کی بارش میں

چاہے دل کے ہاتھوں میں

ہجر کے مسافر کے

پاؤں تک بھی چھو آؤ

جس کو اوت جاتا ہو

اس کو دور جانا سے

راستہ بدلنے سے

دور جانکنے سے

کون روک سکتا ہے



یہ میری عمر مرے ماہ و سال دے اُس کو  
مرے خدا مرے دکھ سے نکال دے اُس کو

وہ چپ کھڑا ہے کئی دن سے تیری خاطر تو  
کواڑ کھول دے اذنِ سوال دے اُس کو

عذابِ بد نظری کا جسے شعور نہ ہو  
یہ میری آنکھیں، مرے خدوخال دے اُس کو

خواہش کے اظہار سے ڈرنا سیکھ لیا ہے  
دل نے کیوں سمجھوتہ کرنا سیکھ لیا ہے

یہ دیکھنا شبِ ہجراں کہ کس کی دستک ہے  
وصال رت ہے اگر وہ تو ٹال دے اس کو

وہ جس کا حرفِ دعا روشنی ہے میرے لئے  
میں بچھ بھی جاؤں تو مولا اجال دے اس کو



urdukutabkhanapk.blogspot

اردو کتب خانہ پی کے



پوچھ لو پھول سے کیا کرتی ہے  
کبھی خوشبو بھی وفا کرتی ہے

خیمہ دل کے مقدر کا یہاں  
فیصلہ تیز ہوا کرتی ہے

بے رخی تیری عنایت تیری  
زخم دیتی ہے دوا کرتی ہے



urdukutabkhanapk.blogspot

اردو کتب خانہ پی کے



تیری آہٹ مری تمنائی کا  
راستہ روک لیا کرتی ہے

روشنی تیرا حوالہ ٹھہرے  
میری ہر سانس دعا کرتی ہے

میری تمنائی سے خاموشی تری  
شعر کہتی ہے، سنا کرتی ہے



کون بھنور میں ملاحوں سے اب تکرار کرے گا  
اب تو قسمت سے ہی کوئی دریا پار کرے گا

سارا شہر ہی تاریکی پر یوں خاموش رہا تو  
کون چراغ جلانے کے پیدا آثار کرے گا

جب اس کا کردار تمہارے سچ کی زد میں آیا  
لکھنے والا شہر کی کالی، ہر دیوار کرے گا

جانے کون سی دُھن میں تیرے شہر میں آ نکلے ہیں  
دل تجھ سے ملنے کی خواہش اب سو بار کرے گا

دل میں تیرا قیام تھا لیکن اب یہ کسے خبر تھی  
دکھ بھی اپنے ہونے پر اتنا اصرار کرے گا



منفرد سا کوئی پیرایہ فن چاہتی ہے  
زندگی ایک نیا طرزِ سخن چاہتی ہے

روح کی بے سرو سامانی سے باہر آ کر  
شاعری اپنے لئے ایک بدن چاہتی ہے

ہر طرف کتنے ہی پھولوں کی بہاریں ہیں یہاں  
پر طبیعت وہی خوشبوئے وطن چاہتی ہے

سانس لینے کو بس اک تازہ ہوا کا جھونکا  
زندگی سے وہ کہاں سرو و سمن چاہتی ہے

دور جا کر در و دیوار کی رونق سے کہیں  
ایک خاموش سا اجڑا ہوا بن چاہتی ہے



اب یہ بات مانی ہے  
وصل رائیگانی ہے

اس کی درد آنکھوں میں  
ہجر کی کہانی ہے

جیت جس کسی کی ہو  
ہم نے ہار مانی ہے

چوڑیاں بکھرنے کی  
رسم یہ پرانی ہے

عمر کے جزیرے پر  
غم کی حکمرانی ہے

مل گیا تو وحشت کی  
داستاں سانی ہے

ہجرتوں کے صحرا کی  
دل نے خاک چھانی ہے

## حیرت

نہ گفتگو کا کمال آہنگ  
نہ بات کے بے مثال معنی  
نہ خال و خد میں وہ جاہلیت  
جو جسم و جاں کو اسیر کر لے  
نہ مشترک کوئی عکس خواہش  
مگر یہ کیا ہے  
میں کس کی خاطر  
وفا کے رستوں پہ لکھ رہی ہوں  
مسافرت کی نئی کہانی

## ورثہ

بیٹیاں بھی تو ماؤں جیسی ہوتی ہیں  
ضبط کے زرد آنچل میں اپنے  
سارے درد چھپا لیتی ہیں  
روتے روتے ہنس پڑتی ہیں  
ہنستے ہنستے دل ہی دل میں رو لیتی ہیں  
خوشی کی خواہش کرتے کرتے  
خواب اور خاک میں اٹ جاتی ہیں  
سوحصوں میں بٹ جاتی ہیں

میں بددعا تو نہیں دے رہی ہوں اس کو مگر  
دعا یہی ہے اسے مجھ سا اب کوئی نہ ملے

بس اپنے ساتھ رہنا چاہتی ہوں  
میں اب تجھ سے مکرنا چاہتی ہوں

میں اپنی عمر کے سارے اثاثے  
نئے ڈھب سے برتنا چاہتی ہوں

یہ دل پھر تیری خواہش کر رہا ہے  
مگر میں دکھ سے بچنا چاہتی ہوں

گھر کے دروازے پر بیٹھی  
امیدوں کے ریشم بنتے۔۔۔ ساری عمر گنوا  
دیتی ہیں

میں جو گئے دنوں میں  
ماں کی خوش فہمی پہ ہنس دیتی تھی  
اب خود بھی تو  
عمر کی گرتی دیواروں سے ٹیک لگائے  
فصل خوشی کی بوتلی ہوں  
اور خوش فہمی کاٹ رہی ہوں  
جانے کیسی رسم سے یہ بھی  
ماں کیوں بیٹی کو ورثے میں  
اپنا مقدر دے دیتی ہے

کوئی حرفِ وفا نال حرفِ سادہ  
میں خاموشی کو سننا چاہتی ہوں

میں بچپن کے کسی لمحے میں رُک کر  
کوئی جگنو پکڑنا چاہتی ہوں

## نادیدہ رفاقت میں

کچھ بھی تو نہیں ویسا  
جیسا تجھے سوچا تھا  
جتنا تجھے چاہا تھا

سوچا تھا ترے لب پر  
کچھ حرفِ دعاؤں کے  
کچھ پھولِ وفاؤں کے  
مہکیں گے مری خاطر  
کچھ بھی تو نہیں ویسا  
جیسا تجھے سوچا تھا



ناں دل میں وہ پہلی سی تازہ سخن آرائی  
 ناں لفظ مرے نکلے  
 ناں حرف و معانی کی دانش مرے کام آئی  
 ناریدہ رفاقت میں  
 جتنی بھی ازیت تھی  
 سب میرے ہی نام آئی  
 کچھ بھی تو نہیں ویسا  
 جیسا تجھے سوچا تھا  
 جتنا تجھے چاہا تھا

محسوس یہ ہوتا ہے  
 دکھ جھیلے تھے جو اب تک  
 بے نام مسافت میں  
 لکھنے کی محبت میں  
 پڑھنے کی ضرورت میں  
 بے سود ریاضت تھی  
 بے فیض عبارت تھی  
 جو خواب بھی دیکھے تھے  
 ان جاگتی آنکھوں نے  
 سب خام خیالی تھی  
 پھر بھی تجھے پانے کی  
 دل کے کسی گوشے میں  
 خواہش تو بچالی تھی  
 لیکن تجھے پا کر بھی  
 اور خود کو گنوا کر بھی  
 اس جس کے موسم کی کھڑکی سے ہوا آئی  
 نہ پھول سے خوشبو کی کوئی بھی صدا آئی  
 اب نیند ہے آنکھوں میں



میں نہیں کوئی طوفاں مری تلاش میں ہے  
کہ موسمِ غمِ جاں مری تلاش میں ہے

وصلِ مِرت ہے مگر دل کو ایسا لگتا ہے  
ستارۂ شبِ ہجر مری تلاش میں ہے

میں فیصلے کی گھڑی سے گزر چکی ہوں مگر  
کسی کا دیدۂ حیراں مری تلاش میں ہے

اتنے بچے  
ابھی بچے  
کیوں ہوتے  
ہوتے ہیں  
ہیں

یہ بے یقین سی آسودگی بتاتی ہے  
کہ ایک قریبہ ویراں مری تلاش میں ہے

میں تیرگی میں محبت کی اک کہانی ہوں  
کوئی چراغ سا عنوان مری تلاش میں ہے

یہ کیسا خواب تھا دھڑکا سا لگ گیا دل کو  
کہ ایک شخص پریشاں مری تلاش میں ہے



تجھ سے اب اور محبت نہیں کی جا سکتی  
خود کو اتنی بھی اذیت نہیں دی جا سکتی

جاننے ہیں کہ یقین ٹوٹ رہا ہے دل پر  
پھر بھی اب ترک یہ وحشت نہیں کی جا سکتی

جس کا شر ہے اور اس میں کسی بھی صورت  
سانس لینے کی سہولت نہیں دی جا سکتی

روشنی کے لئے دروازہ کھلا رکھنا ہے  
شب سے اب کوئی اجازت نہیں لی جا سکتی

عشق نے ہجر کا آزار تو دے رکھا ہے  
اس سے بڑھ کر تو رعایت نہیں دی جا سکتی



دل تھا کہ خوش خیال تجھے دیکھ کر ہوا  
یہ شر بے مثال تجھے دیکھ کر ہوا

اپنے خلاف شر کے اندھے ہجوم میں  
دل کو بہت ملال تجھے دیکھ کر ہوا

طولِ شبِ فراق تری خیر ہو کہ دل  
آمادہٴ وصال تجھے دیکھ کر ہوا

یہ ہم ہی جانتے ہیں جدائی کے موڑ پر  
اس دل کا جو بھی حل تجھے دیکھ کر ہوا

آئی نہ تھی کبھی مرے لفظوں میں روشنی  
اور مجھ سے یہ کمال تجھے دیکھ کر ہوا

بچھڑے تو جیسے ذہن معطل سا ہو گیا  
شہرِ سخنِ جمال تجھے دیکھ کر ہوا

پھر لوگ آ گئے مرا ماضی کریدنے  
پھر مجھ سے اک سوال تجھے دیکھ کر ہوا

ہر جانب ویرانی بھی ہو سکتی ہے  
صبح کی رنگت دھانی بھی ہو سکتی ہے

جب کشتی ڈالی تھی کس نے سوچا تھا  
دریا میں طغیانی بھی ہو سکتی ہے

نئے سفر کے نئے عذاب اور نئے گلاب  
صورتِ حال پرانی بھی ہو سکتی ہے

ہر پل جو دل کو دہلائے رکھتی ہے  
کچھ بھی نہیں حیرانی بھی ہو سکتی ہے

سفر ارادہ کر تو لیا پر رستوں میں  
رات کوئی طوفانی بھی ہو سکتی ہے

اس کو میرے نام سے نسبت ہے لیکن  
بات یہ آئی جانی بھی ہو سکتی ہے



چپ نہ رہتے بیان ہو جاتے  
تجھ سے گر بدگمان ہو جاتے

ضبطِ غم نے بچا لیا ورنہ  
ہم کوئی داستان ہو جاتے

تو نے دیکھا نہیں پلٹ کے ہمیں  
ورنہ ہم مہمان ہو جاتے

تیرے قہقہے میں ہم بھلا خود سے  
کس لئے بدگمان ہو جاتے

تیرے دل کی زمین ہی نہ ملی  
ورنہ ہم آسمان ہو جاتے

## انحراف

بہت تاخیر سے لیکن  
کھلایہ بھید خود پر بھی  
کہ میں اب تک  
محبت جان کر جس  
جذبہ دیرینہ کو اپنے لہو سے پیچتی آئی  
وہ جس کی ساعت صد مہیاں ہی زندگی کی شرط ٹھہری تھی  
فقط اک شاہدہ ہی تھا محبت کا  
یونہی عادت تھی ہر رستے پہ اس کے ساتھ چلنے کی  
وگر نہ ترک خواہش پر  
یہ دل تھوڑا سا تو دکھتا  
ذرا سی آنکھ نم ہوتی



## شام تنہائی میں

اب بھی شاعر ہوں  
کس کی خاطر ہوں  
کون ہے جو مرے لفظ و معنی کی آنکھوں سے بتے ہوئے  
آنسوؤں میں چھپے درد چننا پھرے  
خواب بنتا پھرے  
کون ہے جو مرے خون ہوتے ہوئے دل کی آواز پر  
اپنی آواز کے ہونٹ رکھتا پھرے  
کون آنکھیں مری دیکھ کر یہ کہے  
”کیا ہوا جانِ جاں  
کب سے سوئی نہیں  
اس سے پہلے تو تم اتاروئی نہیں

جس طرح ماں کی دعا ہوتی ہے  
شاعری رُو بلا ہوتی ہے

اب بھلا کس لئے خوبصورت سی آنکھیں پریشان ہیں  
اپنی حالت پہ خود اتنی حیران ہیں“

کون بے چین ہو  
کون بے تاب ہو  
موسم ہجر کی شام تنہائی میں

آبلہ پائی میں  
کون ہو ہم سفر، گرد ہے ر بگدز  
کوئی رستہ نہیں کوئی راہی نہیں  
در پہ دستک کی کوئی گواہی نہیں  
دل کے ویران و برباد صفحات پر  
جس قدر لفظ لکھے تھے بے کار ہیں  
ایک لمبی جدائی کے آثار ہیں

سوچتی ہوں کہ اب

ان خیالوں سے خوابوں سے باہر رہوں  
کیوں میں شاعر رہوں  
کس کی خاطر رہوں

مجھے موت دے کہ جیات دے  
مرے بے ہنر مرا سات دے

مری پیاس صدیوں کی پیاس ہے  
مرے کر بلا کو فرات دے

مرے رجسگوں کے حساب میں  
کوئی ایک نیند کی رات دے

کوئی ایسا اسمِ عظیم ہو  
مجھے تیرے دکھ سے نجات دے

یہ جو تیرگی ہے غرور میں  
کوئی روشنی اسے مات دے

مری شاعری کے نصیب میں  
کوئی ایک حرفِ ثبات دے



آئندہ کبھی اس سے محبت نہیں کی جائے  
کی جائے تو پھر اس کی شکایت نہیں کی جائے

اس معرکہء عشق میں اے اہلِ محبت  
آسل ہے عداوت پہ عداوت نہیں کی جائے

یہ دل کہ اسی زود فراموش پہ مائل  
اور ذہن بھند اس سے محبت نہیں کی جائے

ہم اہل سخن ہیں تو روایت کے مطابق  
مصلوب کیا جائے رعایت نہیں کی جائے

یہ لوگ تماشا ہیں تو پھر ان سے جنوں میں  
کوئی بھی بیاں دل کی حکایت نہیں کی جائے



خامشی سے ہاری میں  
جان تجھ پہ واری میں

تیرگی کے موسم میں  
روشنی --- پکاری میں

عشق میں بکھرنے تک  
حوصلہ نہ ہاری میں

ڈھونڈنے وفا نکلی  
قسمتوں کی ماری میں

اس طرف زمانہ تھا  
اس طرف تھی ساری میں

زندگی کی بے سستی  
دیکھ تجھ سے ہاری میں



یہ نام ممکن نہیں رہے گا، مقام ممکن نہیں رہے گا  
غور لہجے میں آگیا تو کلام ممکن نہیں رہے گا

یہ برف موسم جو شہرِ جاں میں کچھ اور لمبے ٹھہر گیا تو  
لو کا دل کی کسی گلی میں قیام ممکن نہیں رہے گا

تم اپنی سانسوں سے میری سانسیں الگ تو کرنے لگے ہو لیکن  
جو کام آسنا سمجھ رہے ہو وہ کام ممکن نہیں رہے گا

وفا کا کانڈ تو بھیگ جائے گا بدگمانی کی بارشوں میں  
خطوں کی باتیں تو خواب ہوں گی پیام ممکن نہیں رہے گا

میں جانتی ہوں مجھے یقین ہے اگر کبھی تو مجھے بھلا دے  
تو تیری آنکھوں میں روشنی کا قیام ممکن نہیں رہے گا

یہ ہم محبت میں لا تعلق سے ہو رہے ہیں تو دیکھ لینا  
دعائیں تو خیر کون دے گا سلام ممکن نہیں رہے گا

اندیشوں کے شر میں رہنا پڑ جائے گا  
بالآخر ہر دکھ کو سہنا پڑ جائے گا

وقت کی گردش میں آئے تو جان لیا ہے  
جھوٹی بات کو سچی کہنا پڑ جائے گا

اس کی یاد کے منظر میں اب رات گئے تک  
آنسو بن کر آنکھ سے بہنا پڑ جائے گا

جس لہجے کی خوشبو ہر پل ساتھ رہی ہو  
اسے بھی اب بیگانہ کہنا پڑ جائے گا



عشق کرو تو یہ بھی سوچو عرضِ سوال سے پہلے  
ہجر کی پوری رات آتی ہے صبحِ وصل سے پہلے

دل کا کیا ہے دل نے کتنے منظر دیکھے لیکن  
آنکھیں پاگل ہو جاتی ہیں ایک خیال سے پہلے

کس نے ریت اڑائی شب میں آنکھیں کھول کے رکھیں  
کوئی ایک مثل تو دو تہاں اس کی مثل سے پہلے

تمہاری یاد کی دنیا میں دن سے رات کروں ✓  
کسی کی بات چلے میں تمہاری بات کروں



کارِ محبت ایک سفر ہے اس میں آ جاتا ہے  
ایک زوال آثار سا رستہ بابِ کمال سے پہلے

عشق میں ریشم جیسے وعدوں اور خوابوں کا رستہ  
جتنا ممکن ہو طے کر لیں گردِ ملال سے پہلے



یہ دل بھلاتا نہیں ہے محبتیں اُس کی  
پڑی ہوئی تھیں مجھے کتنی عادتیں اُس کی

یہ میرا سارا سفر اس کی خوشبوؤں میں کٹا  
مجھے تو راہ دکھاتی تھیں چاہتیں اُس کی

گھری ہوئی ہوں میں چہروں کی بھیڑ میں لیکن  
کہیں نظر نہیں آتیں شاہتیں اُس کی

میں دور ہونے لگی ہوں تو ایسا لگتا ہے  
کہ چھاؤں جیسی تھیں مجھ پر رفاقتیں اُس کی

یہ کس گلی میں یہ کس شہر میں نکل آئے  
کہاں پہ رہ گئیں لوگو صداقتیں اُس کی

میں بارشوں میں جدا ہو گئی ہوں اُس سے مگر  
یہ میرا دل، مری سانسیں لانتیں اُس کی



موت سے نکر جائیں  
زندگی سے ڈر جائیں

ہجر کے سمندر کو  
آؤ پار کر جائیں

راتے یہ کہتے ہیں  
اب تو اپنے گھر جائیں

اک ذرا سی مہلت ہو  
دل کی بات کر جائیں

شہر عشق سے آخر  
کیسے معتبر جائیں

وہ پلٹ کے دیکھے تو  
رنگ سے بکھر جائیں



اب اپنے فیصلے پر خود اُلجھنے کیوں لگی ہوں  
ذرا سی بات پر اتنا بکھرنے کیوں لگی ہوں

وہ جس موسم کی اب تک منتظر آنکھیں تھیں میری  
اسی موسم سے اب میں اتنا ڈرنے کیوں لگی ہوں

مجھے ناویدہ رستوں پر سفر کا شوق بھی تھا  
تھکن پاؤں سے لپٹی ہے تو مرنے کیوں لگی ہوں

مجھے یہ چار دیواری کی رونق مار دے گی  
میں اک امکان تھی منزل کا مٹنے کیوں لگی ہوں

میں جس کو کم سے کم محسوس کرنا چاہتی تھی  
اُسی کی بات کو اتنا سمجھنے کیوں لگی ہوں

جو میرے دل کی گلیوں سے کبھی گزرا نہیں تھا  
اب اپنے ہاتھ سے خط اس کو لکھنے کیوں لگی ہوں

بدن کی راکھ تک بھی راستوں میں ناں بچے گی  
برستی بارشوں میں یوں سلگنے کیوں لگی ہوں

وہی سورج ہے دکھ کا پھر یہ ایسا کیا ہوا ہے  
میں پتھر تھی تو آخر اب پگھلنے کیوں لگی ہوں

اب کس نے کہیں اور کون سے جو حال تمہارے بعد ہوا  
اس دل کی جھیل سی آنکھوں میں اک خواب بست برباد ہوا

یہ ہجر ہوا بھی دشمن ہے اس نام کے سارے رنگوں کی  
وہ نام جو میرے ہونٹوں پر خوشبو کی طرح آباد ہوا

اس شہر میں کتنے چہرے تھے، کچھ یاد نہیں سب بھول گئے  
اک شخص کتابوں جیسا تھا وہ شخص زبانی یاد ہوا

وہ اپنے گاؤں کی گلیاں تھیں دل جن میں ناچتا گاتا تھا  
اب اس سے فرق نہیں پڑتا ناشاد ہوا یا شاد ہوا

بے نام ستائش رہتی تھی ان گہری سانولی آنکھوں میں  
ایسا تو کبھی سوچا بھی نہ تھا دل اب جتنا بے داد ہوا



میں کن لوگوں میں ہوں کیا لکھ رہی ہوں  
سخن کرنے سے پہلے سوچتی ہوں

اُداسی مشتر ہونے لگی ہے  
بھرے گھر میں تماشا ہو گئی ہوں

کبھی یہ خواب میرا راستہ تھے  
مگر اب تو ازاں تک جاگتی ہوں

بس اک حرفِ یقین کی آرزو میں  
میں کتنے لفظ لکھتی جا رہی ہوں

میں اپنی عمر کی قیمت پہ تیرے  
ہر اک ڈکھ کا ازالہ ہو رہی ہوں

غضب کا خوف ہے تمہاریوں میں  
اب اپنے آپ سے ڈرنے لگی ہوں



گریز شب سے سحر سے کلام رکھتے تھے  
کبھی وہ دن تھے کہ زلفوں میں شام رکھتے تھے

تمہارے ہاتھ لگے ہیں تو جو کرو سو کرو  
وگرنہ تم سے تو ہم سو غلام رکھتے تھے

ہمیں بھی گھیر لیا گھر کے زعم نے تو کھلا  
کچھ اور لوگ بھی اس میں قیام رکھتے تھے

یہ اور بات ہمیں دوستی نہ اس آئی  
ہوا تھی ساتھ تو خوشبو مقام رکھتے تھے

نجانے کون سی رت میں پچھڑ گئے وہ لوگ  
جو اپنے دل میں بہت احترام رکھتے تھے

وہ آ تو جاتا کبھی، ہم تو اس کے رستوں پر  
دیئے جلائے ہوئے صبح و شام رکھتے تھے



بہت تاریک صحرا ہو گیا ہے  
ہوا کا شور گرا ہو گیا ہے

کسی کے لمس کا یہ معجزہ ہے  
بدن سارا سنرا ہو گیا ہے

یہ دل دیکھو کہ جس کے چار جانب  
تسری یادوں کا پہرہ ہو گیا ہے

وہی ہے خال و خد میں روشنی سی  
پہ تل آنکھوں کا گہرا ہو گیا ہے

کبھی اس شخص کو دیکھا ہے تم نے  
مبت میں سنرا ہو گیا ہے



تمہیں خبر ہی نہیں کیسے سر بچایا ہے  
عذاب جاں پہ سا ہے تو گھر بچایا ہے

تمام عمر تعلق سے منحرف بھی رہے  
تمام عمر اسی کو مگر بچایا ہے

بدن کو برف بناتی ہوئی فضا میں بھی  
یہ معجزہ ہے کہ دستِ ہنر بچایا ہے



سحر ہوئی تو مرے گھر کو راہ کرتا گیا  
وہ اک چراغ جسے رات بھر بجایا ہے

کچھ ایسی صورتِ حالات ہو گئی دل کی  
جنوں کو ترک کیا اور ڈر بجایا ہے

یقینِ شہر بہر بے یقینِ موسم میں  
بستِ کنٹھن تھا بچانا مگر بجایا ہے

قبولیت کا گلہ نہیں ہے  
کہ لب پہ کوئی دعا نہیں ہے

عذابِ جاں کا صلہ نہ مانگو  
ابھی تمہیں تجربہ نہیں ہے

اواس چہرے، سوال آنکھیں  
یہ میرا شہر وفا نہیں ہے

یہ بستیاں جس نے راکھ کر دیں  
چراغ تھا وہ ہوا نہیں ہے

کوئی تو لمحہ سکون کا بھی  
یہ زندگی ہے سزا نہیں ہے



لہو تک آنکھ سے اب بہ لیا ہے  
بت تھا جبر لیکن سہ لیا ہے

عذاب ہجر اب واپس پلٹ جا  
بت دن ساتھ میرے رہ لیا ہے

نمی آنکھوں سے جاتی ہی نہیں ہے  
ستم اس دل نے اتنا سہ لیا ہے

یہ دل کوئی ٹھکانہ چاہتا ہے  
بت دن راستوں میں رہ لیا ہے

تجھے کہنا تھا جو احوال دل کا  
در و دیوار سے ہی کہہ لیا ہے



حصارِ لفظ و بیاں میں غم ہوں  
ابھی تری داستاں میں غم ہوں

میں دیکھ سکتی ہوں دوستوں کو  
مگر صفِ دشمنان میں غم ہوں

بدن کا اپنا عذاب ہے اور  
اسی عذابِ زیاں میں غم ہوں

یہ لوگ گھر کہہ رہے ہیں جس کو  
میں ایک ایسے مکاں میں گم ہوں

کہاں وہ لذت مسافوں کی  
میں منزلوں کے نشان میں گم ہوں

خبر نہیں موجِ دشتِ جاں کی  
ہوا ہوں اور بادیاں میں گم ہوں

ابھی کہاں فرصتِ محبت  
ابھی میں کارِ جہاں میں گم ہوں

دل کی منزل اس طرف ہے گھر کا رستہ اس طرف  
ایک چہرہ اس طرف ہے ایک چہرہ اس طرف

روشنی کے استعارے اس کنارے رہ گئے  
اب تو شب میں کوئی جگنو ہے نہ تارا اس طرف

تم ہوا ان کھڑکیوں سے صرف اتنا دیکھنا  
اس نے کوئی خط کسی کے نام لکھا اس طرف

## محبت یاد رکھتی ہے

وصال و ہجر میں  
یا خواب سے محروم آنکھوں میں  
کسی عمدِ رفاقت میں  
کہ تنہائی کے جنگل میں  
خیالِ خال و خد کی روشنی کے گہرے بادل میں  
چمکتی دھوپ میں یا پھر  
کسی بے ابر سائے میں  
کہیں بارش میں بھیگے جسم و جاں کے نثر پاروں میں  
کہیں ہونٹوں پہ شعروں کی مہکتی آبشاروں میں

یہ محبت بھی عجب تقسیم کے موسم میں ہے  
سارا جذبہ اس طرف ہے صرف لہجہ اس طرف

ماں نے کوئی خوف ایسا رکھ دیا دل میں مرے  
سچ کبھی میں بول ہی پائی نہ پورا اس طرف

ایک ہلکی سے چھین احساس کو گھیرے رہی  
گفتگو میں جب تمہارا ذکر آیا اس طرف

صرف آنکھیں کلچ کی باقی بدن پتھر کا ہے  
لڑکیوں نے کس طرح کا روپ دھارا اس طرف

اے ہوا اے میرے دل کے شہر سے آتی ہوا  
تجھ کو کیا پیغام دے کر اس نے بھیجا اس طرف

کس طرح کے لوگ ہیں یہ کچھ پتہ چلتا نہیں  
کون کتنا اس طرف ہے کون کتنا اس طرف

## خواب

سفر آسان لگتا تھا  
 دل برباد تجھ کو یہ سفر آسان لگتا تھا  
 ادھر تو سوچتا تھا اور ادھر  
 آنکھوں سے کوئی خواب چہرہ آن لگتا تھا  
 مگر خوابوں میں رہنا  
 خواب جیسی بے حقیقت خوشبوئے صحرا میں رہنا ہے  
 کناروں سے جو ہو محروم  
 اس دریا میں رہنا ہے  
 دل برباد ہم نے تو کہا تھا  
 یہ سفر آسان لگتا ہے  
 مگر آنکھیں بدن سے چھین لیتا ہے

چراغوں سے بجی شاموں میں  
 یا بے نور راتوں میں  
 سحر ہو رونا جیسے کہیں باتوں ہی باتوں میں  
 کوئی پلٹنا ہوا ہو جس طرح  
 صندل کی خوشبو میں  
 کہیں پر تتلیوں کے رنگ تصویریں بناتے ہوں  
 کہیں پر جگنوؤں کی مٹھیوں میں روشنی خود کو چھپاتی ہو  
 کہیں کیسا ہی منظر ہو  
 کہیں کیسا ہی موسم ہو  
 ترے سارے حوالوں کو  
 تری ساری مثالوں کو  
 محبت یاد رکھتی ہے

## ضمیرِ عالمِ انسانیت

ضمیرِ عالمِ انسانیت خبر ہے تجھے  
شرار و شعلہ کی زد میں ہے وادیِ کشمیر

تجھے خبر ہے کہ جنتِ نشان یہ وادی  
لہو لہو ہوئی جاتی ہے دستِ قاتل سے  
جہاں یہ روشنی خوشبو بکھیرتی تھی کبھی  
وہاں پہ خاک ہوئی جا رہی ہے آزادی  
وہ پھول اگاتی زمیں اور وہ گیت گاتی زمیں  
وفا کے رنگِ محبت سے مسکراتی زمیں  
کہ جس کے خواب بھی روشن، نگاہ بھی روشن

محبت میں کہیں کم ہو گیا ہے  
مرا تجھ پر یقین کم ہو گیا ہے

کہ جس کے راستے دل سے گزر کے جاتے ہیں  
 وہ دلفریب، دل آویز، دلربا منظر  
 گزرنے والوں کے دل میں اترتے جاتے ہیں  
 ضمیر عالم انسانیت خبر ہے تجھے  
 وہ منظروں میں جو منظر تھے بچھتے جاتے ہیں  
 وہ پھول سوکھتے اور گیت مرتے جاتے ہیں  
 ضمیر عالم انسانیت خبر ہے تجھے

شرار و شعلہ کی زد میں ہے وادی کشمیر  
 تجھے خبر ہے کہ جنت نشان یہ وادی  
 لہو لہو ہوئی جاتی ہے دستِ قاتل سے  
 یہ دستِ قتل و فاجتہنا بڑھتا جائے گا  
 ترے وقار کی گردن تلک بھی آئے گا  
 ضمیر عالم انسانیت سنبھال لے  
 شرار و شعلہ کی زد میں ہے وادی کشمیر

بجھ کو رُسوا سرِ محفل تو نہ کروایا کرے  
 کاش آنسو مری آنکھوں میں ہی رہ جایا کرے

اے ہوا میں نے تو بس اس کا پتہ پوچھا تھا  
 اب کہانی تو نہ ہر بات کی بن جایا کرے

بس بہت دیکھ لیے خواب سہانے دن کے  
 اب وہ باتوں کی رفاقت سے نہ بہلایا کرے



اک مصیبت تو نہیں ٹوٹی سو اب اس دل سے  
جس قیامت نے گزرنا ہے گزر جایا کرے

دل نے اب سوچ لیا ہے کہ یہ ظالم دنیا  
جو بھی کرنا ہے کرے مجھ کو نہ الجھایا کرے

جس کے خوابوں کو میں آنکھوں میں سجا کر رکھوں  
اس کی خوشبو کبھی مجھ کو بھی تو مہکایا کرے



یہ عمر بھر کا سفر اور یہ رائیگانی تری  
کہاں گئی اے میرے دل وہ خوش گمانی تری

یہاں پہ کون اندھیروں میں ساتھ چلتا ہے  
تو اب بھی ساتھ مرے ہے یہ مہربانی تری

تجھے خبر نہیں ہم دیکھ کر بہت روئے  
نئی کتاب میں تصویر اک پرانی تری

ابھی سے آبلے پڑنے لگے ہیں پاؤں میں  
ابھی تو دور ہے منزل سفر کہانی تری

بھلائے بیٹھے ہیں اور اپنے حل میں خوش ہیں  
تو آ کے دیکھ کبھی ہم نے بات ملنی تری



ہمارے بس میں اگر اپنے فیصلے ہوتے  
تو ہم کبھی کے گھروں کو پلٹ گئے ہوتے

قریب رہ کے سلگنے سے کتنا بہتر تھا  
کسی مقام پہ ہم تم بچھڑ گئے ہوتے

کبھی تو ریت کو ہم مٹیوں میں بھر لیتے  
کبھی ہواؤں سے اپنے مکالے ہوتے

ہمارے نام پہ کوئی چراغ تو جلتا  
کسی زباں پہ ہمارے بھی تذکرے ہوتے

ہم اپنا کوئی الگ راستہ بنا لیتے  
ہمارے دل نے اگر حوصلے کیے ہوتے

تہمتیں تو لگتی ہیں،

تہمتیں تو لگتی ہیں  
روشنی کی خواہش میں  
گھر سے باہر آنے کی کچھ سزا تو ملتی ہے

لوگ لوگ ہوتے ہیں  
ان کو کیا خبر جانناں!  
آپ کے ارادوں کی خوبصورت آنکھوں میں  
بسنے والے خوابوں کے رنگ کیسے ہوتے ہیں  
دل کی گود آنگن میں پلنے والی باتوں کے  
زخم کیسے ہوتے ہیں  
کتنے گہرے ہوتے ہیں

کب یہ سوچ سکتے ہیں  
ایسی بے گناہ آنکھیں  
گھر کے کونے کھدروں میں چھپ کے کتنا روتی ہیں

پھر بھی یہ کہانی سے  
اپنی کج بیانی سے

اس قدر روانی سے داستاں سناتے ہیں  
اور یقین کی آنکھیں  
سچ کے غمزدہ دل سے لگ کے رونے لگتی ہیں

کل اٹاٹا تھا اک دیا لوگو  
لور اب وہ بھی بچھ گیا لوگو

ہم نے چپ چاپ ہار مانی تھی  
تم نے تو شور کر دیا لوگو

ساتھ رہ کر بھی کتنا ٹام تھا  
کب تلک جھوٹ بولتا لوگو

تہمتیں تو لگتی ہیں  
روشنی کی خواہش میں  
تہمتوں کے لگنے سے  
دل سے دوست کو جاننا  
اب نڈھال کیا کرنا  
تہمتوں سے کیا ڈرنا

وہ بھی خاموش تھا جدائی پر  
ہم نے بھی ضبط کر لیا لوگو

زندگی کا سفر تمہارے بغیر  
آخر کار کٹ گیا لوگو

ہم نے اک روز لوٹ آنا تھا  
کوئی تو راہ دیکھتا لوگو



کیا بتائیں کیوں دیئے دساز نے  
زخم تہائی مرے ہماز نے

اس کہانی کو طے انجام کیا  
جس کو رسوا کر دیا آغاز نے

شر کو کچھ اور عنوان دے دیئے  
میری لغزش اور ترے انداز نے

کس یقین اور کس تسلسل سے دیئے  
دل کو دھوکے اس محبت باز نے

کتنا سندر کتنا کومل کر دیا  
میرے گیتوں کو تری آواز نے



لطف سوگواری میں

غم کی آبیاری میں

ہم ملے محبت کی

پہلی برف باری میں

گھر سے کون نکلے گا

اتنی سنگ باری میں

اک ✓ سکون شامل ہے  
دل کی بے قراری میں

عمر ساری گزری ہے  
کتفی سوگواری میں

اک فریب لگتا ہے  
اس کی انکساری میں

پلٹ کر پھر کبھی اس نے پکارا ہی نہیں ہے  
وہ جس کی یاد سے دل کو کنارہ ہی نہیں ہے

محبت کھیل ایسا تو نہیں ہم لوٹ جائیں ✓  
کہ اس میں جیت بھی ہوگی خسارہ ہی نہیں ہے

کبھی وہ جگنوؤں کو مٹھیوں میں قید کرنا  
مگر اب تو ہمیں یہ سب گوارا ہی نہیں ہے

اب اس کے خل و خد کا ذکر کیا کرتے کسی سے  
کہ ہم پر آج تک وہ آشکارا ہی نہیں ہے

یہ خواہش تھی کہ ہم کچھ دور تک تو ساتھ چلتے  
ستاروں کا مگر کوئی اشارا ہی نہیں ہے

بہت سے زخم کھائے دل نے آخر طے کیا ہے  
تمہارے شہر میں اپنا گزارا ہی نہیں ہے

محبت کم نہیں ہوگی

✓ مری آنکھیں سلامت ہیں  
مرادل میرے سینے میں دھڑکتا ہے  
مجھے محسوس ہوتا ہے  
محبت کم نہیں ہوگی

محبت ایک وعدہ ہے  
جو سچائی کی ان دیکھی کسی ساعت میں ہوتا ہے  
کسی راحت میں ہوتا ہے  
یہ وعدہ شاعری بن کر مرے جذبوں میں ڈھلتا ہے  
مجھے محسوس ہوتا ہے  
محبت کم نہیں ہوگی



محبت ایک موسم ہے  
 کہ جس میں خواب آگتے ہیں تو خوابوں کی ہری  
 شائیں  
 گلابوں کو بلاتی ہیں  
 انہیں خوشبو بناتی ہیں



ہجر سنے کی غم شامی کی  
 آخری شام ہے اداسی کی

تیری باتوں کو معتبر جانا  
 ہم نے لغزش نہیں ذرا سی کی

یوں ہوا میں تھکی تھکی کب تھیں  
 کیفیت آج ہے اداسی کی

میری تاریخ کے بدن تجھ کو  
 اب ضرورت ہے بے لباسی کی

یہ خوشبو جب ہماری کھڑکیوں پر دستکیں دے کر  
 گزرتی ہے  
 مجھے محسوس ہوتا ہے  
 محبت کم نہیں ہوگی



عمر رائیگاں کر دی تب یہ بات مانی ہے  
موت اور محبت کا ایک ہی کہانی ہے

کھیل جو بھی تھا جاں اب حساب کیا کرنا  
جیت جس کسی کی ہو ہم نے ہار مانی ہے

دھل پر بھی نادم تھے ہجر پر بھی شرمندہ  
وہ بھی رائیگانی تھی یہ بھی رائیگانی ہے

وہ حرف حرف مری روح میں اترتا گیا  
جو بات کرتا گیا اور اوس کرتا گیا

یہ میرا ہنر تیری خوشبوؤں سے وابستہ ہے  
میرے سارے لفظوں پر تیری حکمرانی ہے

جانے کون شنزادہ کب چرا کے لے جائے  
وہ جو اپنے آنگن میں خوشبوؤں کی رائی ہے

## بشارت

سنو!

جب خوشبوئیں اعلان کرتی ہیں  
کسی کے لوٹ آنے کا  
تو پھر لفظوں میں کیسے لکھ سکیں گے  
اس کی آمد کی کہانی کو  
وفا کی حکمرانی کو  
سنو، تم بھی ذرا دیکھو  
محبت کی دعائیں مانگتی شب نے

تم سے کچھ نہیں کہنا

ہم نے سوچ رکھا ہے  
 چاہے دل کی ہر خواہش  
 زندگی کی آنکھوں سے اشک بن کے  
 بہ جائے  
 چاہے اب مکینوں پر  
 گھر کی ساری دیواریں چھت سمیت گر جائیں  
 اور بے مقدر ہم  
 اس بدن کے طے میں خود ہی کیوں نہ دب جائیں  
 تم سے کچھ نہیں کہنا

نئے اک سرخرو دن کے سہانے خواب  
 دیکھے ہیں  
 یہ کیسا خوشنما احساس ہے  
 آئندہ برسوں میں  
 ہر اک موسم، ہر اک دن کی دھنک  
 کرنوں کو  
 ہم اک ساتھ برتیں گے  
 سنو! یہ خوشبوئیں اعلان کرتی ہیں

## آخری خواہش

مرے ساتھی ✓  
 مری یہ روح میرے جسم سے پرواز کر جائے  
 تولوث آنا  
 مری بے خواب راتوں کے عذابوں پر  
 سسکتے شہر میں تم بھی  
 ذرا سی دیر کو رکنا  
 مرے بے نور ہونٹوں کی دعاؤں پر  
 تم اپنی سرد پیشانی کا پتھر رکھ کے رو دینا  
 بس اتنی بات کہہ دینا  
 ”مجھے تم سے محبت ہے“

کیسی نیند تھی اپنی، کیسے خواب تھے اپنے  
 اور اب گلابوں پر  
 نیند والی آنکھوں پر  
 نرم خوشے خوابوں پر  
 کیوں عذاب ٹوٹے ہیں  
 تم سے کچھ نہیں کہنا  
 گھر گئے ہیں راتوں میں  
 بے لباس باتوں میں  
 اس طرح کی راتوں میں  
 کب چراغ جلتے ہیں، کب عذاب ملتے ہیں  
 اب تو ان عذابوں سے بچ کے بھی نکلنے کا راستہ نہیں جانتاں!  
 جس طرح تمہیں بچ کے لازوال لمحوں سے واسطہ نہیں جانتاں!  
 ہم نے سوچ رکھا ہے تم سے کچھ نہیں کہنا



میری آنکھوں کو سوجھتا ہی نہیں  
یا مقدر میں راستہ ہی نہیں

وہ بھرے شہر میں کسی سے بھی  
میرے بارے میں پوچھتا ہی نہیں

پھر وہی شام ہے وہی ہم ہیں  
ہاں مگر دل میں حوصلہ ہی نہیں

میں تو ایک قدم چل کر ہی روح تنگ تھک جاتی ہوں ✓  
سوچتی ہوں تم اپنے آپ سے اتنا کیسے بھاگتے ہو

ہم چلے اس کی بزم سے اٹھ کر  
اور وہ ہے کہ روکتا ہی نہیں

دل جو اک دوست تھا مگر وہ بھی  
چپ کا پتھر ہے بولتا ہی نہیں

میں تو اس کی تلاش میں گم ہوں  
وہ کبھی مجھ کو ڈھونڈتا ہی نہیں

## بے نام الجھن

یہ کیا بے نام الجھن ہے  
نجانے آگئی اور خواب کے مابین کیا مسئلہ ہے  
کہ ہر تخلیق سے پہلے  
عجب اک خوف دل کو گھیر لیتا ہے  
مجھے محسوس ہوتا ہے  
میں اپنی آخری تحریر لکھنے جا رہی ہوں

سخن کی شب کے ماتھے پر  
وہ میرے نام کے جتنے ستارے تھے

یہی باور کراتا ہے  
 کہ حرف و لفظ کا جتنا اثاثہ تھا  
 فنا کی سرحدوں پر ہے  
 سخن سچائی کا سارا تقاضا ٹوٹنے کو ہے  
 محبت روٹھنے کو ہے

یہ کیا بے نام الجھن ہے  
 کہ ہر تخلیق سے پہلے  
 عجب اک خوف دل کو گھیر لیتا ہے  
 مجھے محسوس ہوتا ہے  
 میں اپنی آخری تحریر لکھنے جا رہی ہوں

وفا کے استعارے تھے  
 سب اپنی عمر پوری کر چکے ہیں

یہی دھڑکا سارا ہوتا ہے  
 کہ جتنے شعر لکھے تھے  
 جنہیں میں

اپنے ہونے کی گواہی کی طرح محسوس کرتی تھی  
 یہ اب لکھے نہ جائیں گے  
 یہ اب سوچے نہ جائیں گے  
 مری نظمیں

جو اب تک آرزوؤں کا سنہرا عکس بن کر جھلملاتی تھیں  
 محبت کی زمینوں پر اترتے  
 ہجر کے اور وصل کے سب موسموں کی بات کرتی تھیں  
 انہیں تحریر کرنے کا ہنر بھی بھول جاؤں گی

گمں یہ بے ثباتی کا

یقین بن بن کے ہر لمحہ

بڑی شدت سے میرے ذہن کا دامن ہلاتا ہے





اشک اپنی آنکھوں سے خود بھی ہم چھپائیں گے  
تیرے چاہنے والے شور کیا مچائیں گے

صبح کی ہوا تجھ کو وہ ملے تو کہہ دینا  
شام کی منڈیروں پر ہم دیئے جلائیں گے

ہم نے کب ستاروں سے روشنی کی خواہش کی  
ہم تمہاری آنکھوں سے شب کو جگنائیں گے

خرج اتنا بھی نہ کر مجھ کو زمانے کے لئے  
کچھ تو رہ جاؤں میں کام اپنے بھی آنے کے لئے

تجھ کو کیا خبر جاں ہم اداس لوگوں پر  
شام کے سبھی منظر انگلیاں اٹھائیں گے

ہم تری محبت کے جگنوؤں کی آمد پر  
تیلیوں کے رنگوں سے راتے سجائیں گے



لفظ بھی کوئی اس کا ساتھ نہ دیتا تھا  
جیسے کوئی وصل کی رات کا قصہ تھا

بستی کے اس پار کہیں پر رات ڈھلے  
لبی چیچ کے بعد کوئی سناٹا تھا

جس کو اپنا گھر سمجھے تھے وہ تو محض  
دیواریں تھیں اور ان میں دروازہ تھا

یہ گئے دنوں کا ملال ہے

مرے دشمنوں سے کہو کوئی  
 کسی گہری چال کے اہتمام کا سلسلہ ہی فضول ہے  
 کہ شکست یوں بھی قبول ہے  
 کبھی حوصلے جو مثال تھے  
 وہ نہیں رہے  
 مرے حرف حرف کے جسم پر  
 جو معانی کے پروبال تھے وہ نہیں رہے  
 مری شاعری کے جہان کو  
 کبھی تیلیوں، کبھی جگنوؤں سے سجائے پھرتے  
 خیال تھے  
 وہ نہیں رہے  
 مرے دشمنوں سے کہو کوئی

ہم نے اسے بھی لفظوں میں زنجیر کیا  
 بادل جیسا جو آوارہ پھرتا تھا

منزل کو سر کرنے والے لوگوں نے  
 رستوں کا بھی ہر اندیشہ دیکھا تھا

کیسے دن ہیں اس کا چہرہ دیکھ کے ہم  
 سوچ رہے ہیں پہلے کہاں پہ دیکھا تھا

وہ جو شام شہر وصال میں  
کوئی روشنی سی لئے ہوئے کسی لب پہ جتنے سوال تھے  
وہ نہیں رہے  
جو وفا کے باب میں وحشوں کے کمال تھے، وہ نہیں رہے  
مرے دشمنوں سے کہو کوئی  
وہ کبھی جو عہد نشاط میں  
مجھے خود پہ اتنا غرور تھا کہیں کھو گیا  
وہ جو فاتحانہ خماریں  
مرے سارے خواب نہال تھے  
وہ نہیں رہے  
کبھی دشت لشکر شام میں  
مرے سرخروہ و سال تھے، وہ نہیں رہے  
کہ بس اب تو دل کی زبان پر  
فقط ایک قصہٴ حال ہے ----- جو  
نڈھال ہے  
جو گئے دنوں کا ملال ہے  
مرے دشمنوں سے کہو کوئی

○  
جانے کیسے سنبھال کر رکھے  
سب ارادے سنبھال کر رکھے

کچھ نئے رنگ ہیں محبت کے  
کچھ پرانے سنبھال کر رکھے

موسمِ عشق تیری بارش میں  
خط جو بھیگے سنبھال کر رکھے

جن کی خوشبو اداس کرتی تھی  
وہ بھی گجرے سنبھال کر رکھے

نتیجہ سے ملنے کے اور پچھڑنے کے  
سارے خدشے سنبھال کر رکھے

جب ہوا کا مزاج برہم تھا  
ہم نے پتے سنبھال کر رکھے

آرزو کے حسین پتھرے میں  
کچھ پرندے سنبھال کر رکھے

ہم نے دل کی کتاب میں تیرے  
سارے وعدے سنبھال کر رکھے

تیرے دکھ کے تمام ہی موسم  
اے زمانے سنبھال کر رکھے

میرے خوابوں کو راکھ کر ڈالا  
اور اپنے سنبھال کر رکھے

بدن کی سر زمین پر تو حکمران اور ہے  
مگر جو دل میں بس رہا ہے مہربان اور ہے

جو مجھ سے منسلک ہوئیں کہانیاں کچھ اور تھیں  
جو دل کو پیش آئی ہے وہ داستان اور ہے

یہ مرحلہ تو سہل تھا محبتوں میں وصل کا  
ابھی تمہیں خبر نہیں اک امتحان اور ہے

وہ دن کدھر گئے مرے وہ رات کیا ہوئی مری  
یہ سر زین نہیں ہے وہ یہ آسمان اور ہے

وہ جس کو دیکھتے ہو تم ضرورتوں کی بات ہے  
جو شاعری میں ہے کہیں وہ خوش بیان اور ہے

جو سائے کی طرح سے ہے وہ سایہ دار بھی تو ہے  
مگر ہمیں ملا ہے جو وہ ساہبان اور ہے

کوئی نظم ایسی لکھوں کبھی

کوئی نظم ایسی لکھوں کبھی  
تری بات بات کی روشنی  
مرے حرف حرف میں بھر سکے  
ترے لمس کی یہ شگفتگی  
مرے جسم و جاں میں اتر سکے  
کوئی چاندنی کسی گہرے رنگ کے راز کی  
مرے راستوں میں بکھر سکے

جنہیں منکشف بھی کروں اگر  
 تو جہانِ شعر کے باب میں  
 مرے دل میں رکھی کتاب میں  
 ترے چشم و لب بھی چمک اٹھیں  
 مجھے روشنی کی فضاؤں میں کہیں گھیر لیں  
 کوئی نظم ایسی لکھوں کبھی

تری گفتگو سے بناؤں میں  
 کوئی داستاں کوئی کہکشاں  
 ہوں محبتوں کی تمازتیں بھی کمال طرح سے مہرماں  
 ترے بازوؤں کی ہمار میں  
 کبھی جھولتے ہوئے گاؤں میں  
 تری جستجو کے چراغ کو سرشام دل میں جلاؤں میں  
 اسی جھلملاتی سی شام میں  
 لکھوں نظم جو ترا روپ ہو  
 کہیں سخت جاڑوں میں ایک دم جو چمک اٹھے  
 کوئی خوشگوار سی دھوپ ہو  
 جو وفا کی تال کے رقص کا  
 کوئی جیتا جاگتا عکس ہو

کوئی نظم ایسی لکھوں کبھی  
 کہ ہر ایک لفظ کے ہاتھ میں  
 ترے نام کے  
 ترے حرف تازہ کلام کے  
 کئی راز ہوں



ہر اک لمحہ نیا اک امتحان ہے  
بت نامہریاں یہ آسمان ہے

دلوں پر برف گرتی جا رہی ہے  
بدن کا تجربہ بھی رائیگاں ہے

میں اس سے بات کرنا چاہتی ہوں  
بتاؤ تو سہی وہ اب کہاں ہے

حقیقتوں کا تصور محل لگتا ہے  
کسی کی یاد میں رہنا کمال لگتا ہے



اتا کی ریت شامل ہو گئی ہے  
ہوا سے گفتگو اب رائیگاں ہے

مجھے اس کا یقین ہر گز نہیں تھا  
مری جانب سے اتنا بدگماں ہے

محبت اک ندامت بن گئی ہے  
ہماری مختصر سی داستاں ہے

راستوں میں رہے نہ کھر میں رہے  
عمر بھر حالت سفر میں رہے

لفظ سارے چراغ بن جائیں  
وصف ایسا مرے ہنر میں رہے

زہر سارا شجر میں آ جائے  
اے خدا زندگی شمر میں رہے

اس لئے گردشوں کو پالا ہے  
کوئی تو حلقہ اثر میں رہے

اک زمانہ گھروں میں تھا آباد  
بے گھری ہم تری نظر میں رہے

وہ تیرگی تھی کہ لفظوں کو راستہ نہ ملا  
کوئی چراغ قبیلہ مرے ہنر کے لئے

دل پر ہوتے جبر ابھی دیکھے ہی نہیں ہیں  
تم نے اہل صبر ابھی دیکھے ہی نہیں ہیں

سوچ رہے ہیں صبح تک اک بار بھی آنکھ نہیں جھپکی  
ابھی تو تیرے ہجر میں ہم نے پہلی رات گزاری ہے

قریب تھا تو کے فرصتِ محبت تھی  
ہوا ہے دور تو اس کی دفائیں یاد آئیں

آج دیکھو زمیں کے سینے پر  
اس کے چرے کی دھوپ پھیلی ہے



## اُردو کتب خانہ پی کے

urdukutabkhanapk.blogspot

خیال و خواب کے منظر سجانا چاہتا ہے  
یہ دل جینے کا اک تازہ بہانہ چاہتا ہے

روشنیوں کے سارے منظر جھوٹے لگتے ہیں  
لیکن اس کی آنکھ کے آنسو سچے لگتے ہیں

اک چادر سخن ہی بچا کر نکل چلیں  
رستہ ملے تو شہر سے باہر نکل چلیں

مرقدِ عشق پہ اب اور نہ رویا جائے  
رات کا پچھلا پہر ہے چلو سویا جائے